دلالۃ النص اور تفسیر قرآن

حافظ عبداللہ*

دلالۃ النص لفظ کی اپنے معنی پر ایسی دلالت کو کہتے ہیں جو یہ بتلائے کہ نص میں حکم مذکور کا اطلاق مسکوت عنہ پر بھی علت کے اشتراک کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ علت مشترکہ اس نص کے لغوی معنی جاننے کی وجہ سے سمجھ میں آ جاتی ہے جسے ہر اہلِ زبان سمجھ سکتا ہے اس کے لیے اجتہاد و استنباط کے ملکہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ بزدویؒ فرماتے ہیں

"واما الثابت بدلالة النص فما ثبت بمعنى النص لغة لا اجتهادا ولا استنباطا."(۱)

"دلالت النص سے ثابت حکم وہ حکم ہے جو نص کے معنی سے لغتاً ثابت ہوتا ہے نہ کہ اجتہاد و استنباط کے عمل کے ذریعے سے۔"

علامہ عبدالعزیز بخاریؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"دلالة النص هى فهم غير المنطوق بسياق الكلام ومقصوده، وقيل هى الجمع بين المنصوص وغير المنصوص بالمعنى اللغوى، ويسميها عامة الاصوليين (فحوى الخطاب) لان فحوى الكلام معناه كذا فى الصحاح، وفى (الاساس) عرفت فى فحوى كلامه أى فيما تنسمت من مراده بما تكلم به ماخوذ من الفحاء وهو ابراز القدر، ويسميها بعض اصحاب الشافعى مفهوم الموافقة لان المدلول اللفظ فى محل السكوت موافق لمدلوله فى محل النطق. قوله (بمعنى النص لغة) أى بمعناه اللغوى لا بمعناه الشرعى، ولغه تمييز (لا اجتهادا ولا استنباطا) ترادف وهذا نفى كونه قياساً."(۲)

"دلالت النص سیاق کلام اور اس کے مقصود کی وساطت سے غیر منطوق کے فہم کا نام ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ منصوص اور غیر منصوص کو لغوی معنی کے ذریعے جمع کرنے کا نام ہے۔ عامۃ الاصولیین اس کا نام فحوی الخطاب رکھتے ہیں کیونکہ فحوی الکلام کے معنی صحاح میں اور الاساس میں اس طرح ہیں کہ معرفت فی فحوی کلامہ کے معنی ہیں کہ اس کے کلام سے میں نے ابتدأ جو سمجھا اور فحوی کا لفظ فحاء سے ماخوذ ہے وہ ہنڈیا کے منہ کو کہتے ہیں اور بعض اصحاب شافعیؒ نے اس کو مفہوم موافقہ کہا ہے کیونکہ لفظ کا مدلول سکوت کے محل میں بھی وہی مدلول ہے جو نطق کا ہے

* اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

اوران کا قول بمعنی النص لغتاً کا مطلب ہے کہ لغوی معنی سے نہ کہ شرعی معنی سے اور جس سے معانی میں تفریق کی جاتی ہے (لا اجتہاداً ولا استنباطاً) کا مطلب ہے یہ دونوں لفظ مترادف ہیں اور مقصود قیاس کی نفی کرنا ہے (دلالۃ النص قیاس نہیں ہے)۔"

دلالۃ النص کو فحوی الخطاب بھی کہا جاتا ہے اور شوافع اس کو مفہوم الموافقۃ کہتے ہیں علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

"فاما الثابت بدلالة النص فهو ما ثبت بمعنى النظم لغة لا استنباط بالرأى." (۳)

"دلالۃ النص سے ثابت حکم وہ ہے جو کہ نظم کلام کے لغوی معنی سے ثابت ہو نہ کہ رائے سے اجتہاد کے ذریعے ثابت ہو۔"

علامہ سرخسیؒ اس کے بعد "دلالۃ النص" اور "قیاس" میں فرق کی وضاحت فرماتے ہیں:

"لان النظم صورة معلومة ومعنى هو المقصود به، فالألفاظ مطلوبة للمعانى وثبوت الحكم بالمعنى مطلوب باللفظ ، بمنزلة الضرب له صورة معلومة ومعنى هو المطلوب به وهو الايلام، ثم ثبوت الحكم بوجود الموجب له، فكما أن فى المسمى الخاص ثبوت الحكم باعتبار المعنى المعلوم بالنظم لغة فكذلك فى المسمى الخاص الذى هو غير منصوص عليه يثبت الحكم بذلك المعنى ويسمى ذلك دلالة النص، فمن حيث ان الحكم غير ثابت فيه يتناول صورة النص اياه لم يكن ثابتاً بعبارة النص، ومن حيث انه ثابت بالمعنى المعلوم بالنص لغة كان دلالة النص ولم يكن قياساً، فالقياس معنى يستنبطه بالرأى مما ظهر له أثر فى الشرع ليعتدى به الحكم الى ما لا نص فيه لا استنباط باعتبارمعنى النظم لغة، كما فى قوله ?(الحنطة بالحنطة مثل بمثل) جعلنا العلة هى الكيل والوزن بالرأى فان ذلك لا تتناوله صورة النظم ولا معناهالغة، ولهذا اختص العلماء بمعرفة الاستنباط بالرأى، ويشترك فى معرفة دلالة النص كل من له بصر فى معنى الكلام لغه فقيها أو غير فقيه،ومثال ما قلنا فى قوله تعالىٰ :(فلا تقل لهما اف ولا تنهر هما) فالن للتافيف صورة معلومة ومعنى لاجله تثبت الحرمه وهو الاذى حتى ان من لا يعرف هذا المعنى من هذا اللفظ أو كان من قوم هذا فى لغتهم اكرام لم تثبت الحرمة فى حقه، ثم باعتبار هذا المعنى المعلوم لغة تثبت الحرمه فى سائر أنواع الكلام التى فيها هذا المعنى كالشتم وغيره وفى الافعال كالضرب ونحوه ، وكان ذلك معلوما بدلالة النص

لا بالقیاس ، لأن قدر ما فی التأفیف من الاذی موجود فیه وزیادۃ. "(۴)

"اس لیے کہ نظم کے ذریعے معنی مقصود اور صورت معلومہ ثابت ہے، پس الفاظ معانی کے لیے مطلوب ہوتے ہیں اور حکم کا ثابت ہونا اس معنی سے جو کہ لفظ سے مطلوب ہے یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ لفظ "الضرب" اس کے لیے ایک معلوم صورت ہے اور اس سے جو معنی مطلوب ہے وہ ایلام ہے، پھر موجب لہ کے وجود سے حکم کا ثابت ہونا باعتبار اس معنی معلوم کے جو کہ نظم سے لغتاً ثابت ہے پس اسی طرح وہ مسمی خاص کہ جس پر نص وارد نہیں ہوئی۔ اسی معنی کی بدولت اس میں بھی حکم ثابت ہو جائے گا اور اسے دلالت النص کا نام دیا جائے گا، پس اس حیثیت سے کہ صورۃ النص کے تناول کی بابت اس میں حکم ثابت نہیں ہے تو (نتیجتاً) وہ حکم عبارۃ النص سے ثابت نہ ہوا اور اس حیثیت سے کہ از روئے لغت نص کے معنی معلوم سے وہ حکم ثابت ہوا ہے تو وہ دلالۃ النص ہوا نہ کہ قیاس، پس قیاس تو ایک ایسا معنی ہے جو کہ رائے کی بابت ان امور سے مستنبط کیا جاتا ہے کہ جن کا شرع میں اثر ظاہر ہوتا کہ اس کی بابت غیر منصوص امر کی طرف حکم کو متعدی کیا جا سکے نہ کہ وہ ایسا استنباط ہے کہ جس میں از روئے لغت نظم کے معنی کا اعتبار ہو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان میں (الحنطۃ بالحنطۃ مثل بمثل) ہم نے رائے کی بابت کیل اور وزن کو علت ٹھہرایا ہے پس اس رائے کو نظم صورتاً شامل ہے اور نہ ہی از روئے لغت معنی شامل ہے، اس وجہ سے رائے کے ساتھ استنباط کی معرفت کو علماء کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور شریک ہے دلالۃ النص کی معرفت میں ہر وہ شخص جو کلام کے لغوی معنی سے آگاہی رکھتا ہے وہ فقیہ ہو یا غیر فقیہ۔ اور ہمارے دعویٰ (کی مثال دلیل) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے (فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما) پس تأفیف کے لیے معلوم صورت ہےاور معلوم معنی ہے جس کے ذریعے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ اذی (تکلیف دینا) ہے یہاں تک کہ وہ شخص جو اس لفظ سے اس معنی (اذی) کو نہیں پہچانتا یا ہو ایسے معاشرے سے تعلق رکھتا ہے کہ جن کی زبان میں یہ (تافیف) اکرام پر محمول ہو تو ایسے شخص کے حق میں حرمت ثابت نہیں ہوگی پھر از روئے لغت اس معنی معلوم کا اعتبار کرتے ہوئے اس معنی (اذی) پر مشتمل کلام کی باقی ماندہ تمام انواع میں حرمت ثابت ہو جائے گی جیسا کہ گالی وغیرہ اور افعال میں جیسا کہ ضرب اور اس کی مثل اور یہ (سب) دلالۃ النص سے معلوم ہوا ہے نہ کہ قیاس سے، اس لیے کہ تافیف میں مقدر اذی اس میں موجود ہے بلکہ مزید زیادتی کے ساتھ موجود ہے۔"

علامہ نسفیؒ حسب عادت فخر الاسلام کے اتباع میں فرماتے ہیں:

"واما الثابت بدلالۃ النص، فما ثبت بمعنی النص لغۃ لا اجتھاداً " (۵)

''اور ثابت بدلالت النص وہ چیز ہے جو معنی نص سے لغتاً ثابت ہوتی ہے نہ کہ مجتہد کے اجتہاد سے۔''
علامہ نسفیؒ خود اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اعلم ان الثابت بدلالة النص :ما ثبت بنظم لغة، وانما يعنى به ظاهراً يعرف بمساع اللفظ من غير تأمل ، حتى استوى فيه الفقيه ومن ليس بفقيه من أهل اللغة، فمن حيث انه لم يثبت بعين اللفظ لم نسمه عبارة ولا اشارة، ومن حيث انه يثبت بمعنى النص لغة لا رأيا ولا اجتهادا لوضوحه، سميناه دلالة لا قياسا، ولسنا نغنى به ظاهر معنى اللغة، ولكنا نغنى به ما يؤدى اليه معنى اللغة، كالضرب، فله معنى لغوى وهو :استعمال آلة التاديب فى محل صالح له بالايقاع عليه، وهو يفضى الى الايلام، وهو مستفاد من المعنى اللغوى، وليس بعين المعنى اللغوى، فصار للضرب صورة معلومة ، ومعنى مقصود، وهو الايلام، فبدونه لا يسمى ضربا عرفا، بل لعباً، فالجميع المنصوص عليه غير المنصوص عليه بما أدى اليه المعنى اللغوى دلالة النص والجمع بينهما بالمعنى المستنبط شرعا :قياس. وقال بعض مشايخنا :دلالة النص والقياس سواء لان القياس ليس الا اثبات مثل حكم المنصوص عليه فى غيره بمثل المعنى الذى تعلق به الحكم فى الاصل، وهو موجود فى الدلالة ، غير ان المعنى الموجب اذا كان خفيا يسمى :قياسا، واذا كان جليا يسمى :دلالة، وليس كذلك فان التافيف حرام بقوله تعالىٰ :(فلا تقل لهما اف) وهو كلمة كراهية تذكر عند التضجر، وله صورة معلومة ومعنى مقصود لاجله تثبت الحرمة، وهو الاذى، وهذا معنى يفهم منه لغة، حتى شارك فيه غير الفقهاء أهل الرأى والاجتهاد، كمعنى الايلام من الضرب، ثم يعدى حكمه الى الشتم والضرب بذلك المعنى لاان الاذى الموجود فى التافيف موجود فيهما وزيادة ، فهذا دلالة وليس بقياس، فالقياس استنباط علة من النص بالرأى ظهر اثرها فى الحكم شرعا لا لغة'' (٦)

''جان لیجیے کہ دلالت النص سے ثابت ہونے والا حکم وہ ہوتا ہے جو معنی نظم سے از روئے لغت ثابت ہو اور انہوں نے اس سے اس قدر ظاہر ہونا مراد لیا ہے کہ جسے بلا تأمل خالی لفظ کے سماع سے جاننا ممکن ہو، یہاں تک کہ انہوں نے اس معرفت میں فقیہ اور اھل لسان کے غیر فقیہ کو برابر گردانا ہے، پس اس حیثیت سے کہ وہ حکم عینِ لفظ سے ثابت نہیں ہے ہم نے اس کا نام عبارۃ النص اور اشارۃ النص نہیں رکھا، اور اس حیثیت سے کہ

وہ (حکم) اپنی وضاحت کی بابت معنی نص سے ازروئے لغت ثابت ہے نہ کہ رائے اور اجتہاد کی بدولت، ہم نے اس کا نام دلالت النص رکھ دیا نہ کہ قیاس اور ہماری اس سے مراد لغوی معنی ظاہر ہونا نہیں ہے بلکہ اس سے ہماری مراد اس امر کا ظاہر ہونا ہے جس کی طرف لغوی معنی پہنچاتا ہے جیسا کہ لفظ "الضرب" پس اس کے لیے لغوی معنی ثابت ہیا اور وہ ہے آلہ تادیب کا ایسے محل میں استعمال کرنا کہ جو اپنے اوپر اس کے وقوع کی صلاحیت رکھتا ہو اور یہ (معنی لغوی) مفضی ہے ایلام کی طرف اور یہ مصداق حاصل کیا گیا ہے معنی لغوی سے اور یہ (مصداق) معنی لغوی کے عین سے ثابت نہیں ہے۔ پس ثابت ہوگئی ضرب کے لیے معلوم صورت اور معنی مقصود اور وہ (معنی مقصود) ایلام ہے، پس وہ ضرب جو اس وصف سے خالی ہو عرف عام میں اسے ضرب سے موسوم نہیں کیا جاتا بلکہ وہ کھیل شمار ہوتی ہے۔ پس منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ کو جمع کرنا اس امر کے ساتھ جس کی طرف معنی لغوی پہنچاتا ہے۔ (یہ) دلالت النص ہے اور ان دونوں کو جمع کرنا اس معنی کے ساتھ جو شرعاً مستنبط ہے (یہ) قیاس ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے کہا ہے کہ دلالۃ النص اور قیاس مساوی ہیں۔ اس لیے کہ قیاس نام ہے منصوص علیہ کے حکم کی مثال کو اس کے غیر میں ثابت کرنے کا اس مثل معنی کی بدولت کہ جس کے ساتھ اصل میں حکم متعلق ہے اور یہی معاملہ دلالۃ النص میں موجود ہے سوائے اس کے کہ لازم کرنے والا معنی جب خفی ہو تو اسی قیاس کہا جائے گا اور جب جلی ہو تو اسے دلالت کہا جائے گا۔ حالانکہ حقیقت حال اس طرح سے نہیں ہے اس لیے کہ تأفیف تو حرام ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے (فلا تقل لھما اف) اور یہ ایسا ناپسندیدہ کلمہ ہے جو تنگ دلی کے وقت استعمال کیا جاتا ہے اور اس (لفظ) کے لیے معلوم صورت اور معنی مقصود حاصل ہے جس کی بابت حرمت ثابت ہوتی ہے اور (معنی) اذی ہے اور یہ معنی اس نص سے بطور لغت سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ اس تفہیم میں ذی رائے وذی اجتہاد فقہاء کے علاوہ بھی باہم شریک ہیں جیسا کہ ضرب سے ایلام کے معنی کی تفہیم، پھر اسی معنی کی بدولت متعدی بنایا گیا۔ اس کے حکم کو شتم اور ضرب کی طرف اس لیے کہ جو اذی (لفظ) تأفیف میں موجود ہے وہ تکلیف ان دونوں میں زیادتی کے ساتھ پائی جاتی ہے، پس یہ دلالت النص ہوئی نہ کہ قیاس، پس قیاس تو نص سے رائے کے ذریعے سے علت کا استنباط کرنا ہے کہ جس (علت) کا اثر حکم میں شرعاً ظاہر ہو نہ کہ لغتاً۔"

ملا جیونؒ "شرح نور الانوار علی المنار" میں فرماتے ہیں:

"خرجت من قوله: بمعنى النص، العبارة والاشارة وليس المراد به معناه اللغوى الموضوع له بل معناه الالتزامى كالايلام من التافيف، وقوله لغة تمييز عن معنى النص، ويخرج به

الاقتضاء والمحذوف لانهما ثابتان شرعاً او عقلاً، وقوله :لا اجتهاداً. تاكيد لقوله لغة، وفيه رد على من زعم أن دلالة النص هو القياس لكنه خفي والدلالة جلي، وكيف يكون هذا القياس ظني لا يقف عليه الا المجتهد، والدلالة قطعية يعرفها كل من كان من اهل اللسان، وأيضا كانت هي مشروعة قبل شرع القياس ولا ينكرها منكرو القياس ." (۷)

''مصنف کے قول بمعنی النص سے عبارۃ النص اور اشارۃ النص دونوں خارج ہوگئیں اور مصنف کے قول بمعنی النص سے اس کے معنی لغوی موضوع لہ مراد نہیں ہیں بلکہ معنی التزامی مراد ہیں جیسے تأفیف سے ایذا پہنچانا اور ان کا قول لغۃً معنی نص سے تمیز ہے اس قید سے اقتضاء اور محذوف خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں شرعا یا عقلاً ثابت ہیں اور اس کا قول لا اجتہاداً ان کے قول لغۃً کی تاکید ہے اور اس میں ان لوگوں کی تردید ہے جن کا خیال ہے کہ دلالۃ النص قیاس ہے لیکن قیاس خفی ہے اور دلالت جلی ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ قیاس ظنی ہے اس پر سوائے مجتہد کے کوئی مطلع نہیں ہوسکتا اور دلالت قطعی ہے اس کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو صاحب زبان ہو نیز دلالت قیاس شروع ہونے سے پہلے مشروع ہوئی ہے اور منکرین قیاس بھی اس کا انکار نہیں کرتے ہیں۔''

حاصل ان سب کا یہ ہے کہ دلالت النص سے ثابت شدہ چیز وہ حکم ہے جو معنی سے لغۃ ثابت ہو اور مجتہد کے اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اور معنی نص سے مراد معنی موضوع لہ نہیں ہیں بلکہ معنی التزامی ہیں جو لغۃ مفہوم ہوتے ہیں اس لیے معنی موضوع لہ تو عبارۃ النص کی قبیل سے ہے لغۃ کی قید کی وجہ سے قیاس خارج ہوگیا کیونکہ قیاس لغۃ ثابت نہیں ہوتا قیاس اور دلالۃ النص میں اس کے علاوہ درج ذیل فروق پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر ان لوگوں کا قول درست نہیں جو دلالۃ النص کو قیاس خیال کرتے ہیں۔

قیاس پر صرف مجتہد مطلع ہوسکتا ہے جب کہ دلالۃ النص کو ہر وہ شخص جانتا ہے جو اہل لسان میں سے ہو اور لغت سے واقف ہو۔

☆ قیاس بالعموم ظنی ہوتا ہے اور دلالۃ النص قطعی ہوتی ہے۔

☆ دلالۃ النص قیاس سے پہلے مشروع ہے۔

☆ دلالت النص کا انکار منکرین قیاس بھی نہیں کرتے۔

اس لیے علامہ بزدویؒ دلالۃ النص کے حکم کے متعلق فرماتے ہیں:

"والثابت بهذا القسم مثل الثابت بالاشارة والعبارة الا انه عند التعارض دون الاشارة حتى

صح اثبات الحدود والكفارات بدلالات النصوص ولم يجز بالقياس لانه ثابت بمعنى مستنبط بالرأى نظر الا لغة حتى اختص بالقياس الفقهاء واستوى اهل اللغة كلهم ودلالات الكلام ." (۸)

''اور دلالت النص سے ثابت شدہ چیز اشارۃ النص اور عبارۃ النص سے ثابت شدہ چیز کی مانند ہیں مگر تعارض کے وقت (دلالۃ النص) اشارۃ النص سے ادنیٰ (اسفل) ہے، یہاں تک کہ حدود و کفارات کو دلالتِ نصوص سے ثابت کرنا درست ہے جبکہ قیاس سے ان کا اثبات جائز نہیں ہے اس لیے کہ قیاس ثابت ہے ایسے معنی سے جو کہ ازروئے نظر و فکر رائے سے مستنبط ہے نہ کہ لغت سے یہاں تک کہ قیاس کے ساتھ فقہاء کیساتھ خاص ہیں اور دلالات کلام میں سب اہل زبان برابر ہیں۔''

دلالۃ النص کی مثالیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (۹)

''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اُس کی۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں، بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ (شریفانہ) بات کرو۔''

اس آیت میں اولاد کو والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے ان کے ادب و احترام اور راحت و آرام کا اس حد تک خیال رکھنا ضروری ہے کہ کوئی بات زبان سے بھی ایسی ادا نہ ہو جو ان کی اذیت کا باعث ہو یہاں تک کہ کلمہ اف سے بھی اجتناب کیا جائے۔ آیت مذکورہ میں تافیف یعنی کلمہ اف کہنے سے منع کیا گیا ہے مگر ہر صاحب زبان اس کو پڑھ کر اور سن کر یہ سمجھتا ہے کہ مقصد صرف اسی لفظ کے کہنے روکنا نہیں ہے بلکہ تکلیف پہنچانے سے روکنا اور منع کرنا ہے خواہ اس کی کوئی صورت ہو لہٰذا تکلیف کے ہر ذریعہ و صورت کی ممانعت ہوگی خواہ قول ہو یا فعل، گویا کلمہ تافیف کی ممانعت عبارۃ النص سے ثابت ہے اور ہر اہل زبان سمجھ سکتا ہے کہ اس کی علت کف الاذی یعنی اذیت سے بچانا ہے اب جو اقوال و افعال موجب اذیت ہوں گے ان سب کی ممانعت دلالۃ النص سے ثابت ہوگی۔

علامہ بزدویؒ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"هذا قول معلوم بظاهره معلوم بمعناه وهو الاذى وهذا معنى يفهم منه لغة حتى شارك

فیه غیر الفقهاء اهل الرأی والاجتهاد کمعنی الایلام من الضرب ثم یتعدی حکمه الی الضرب والشتم بذلک المعنی فمن حیث انه کان معنی لا عبارة لم نسمه نصا ومن حیث انه ثبت به لغة لا استنباطا یسمی دلالة وانه یعمل عمل النص ." (۱۰)

"یہ ایسا قول ہے جس کا ظاہر معلوم ہے اور معنی بھی معلوم ہے اور وہ معنی اذی دینا ہے اور یہ ایسا معنی ہے جو اس (نص) سے لغتاً سمجھا گیا ہے یہاں تک کہ اس کی تفہیم میں اہل رائے اور ذی اجتہاد وفقہاء کے علاوہ بھی (اہل زبان) باہم شریک ہیں جیسا کہ ضرب سے ایلام کے معنی (کی تفہیم)، پھر اسی معنی کی بدولت اس کا حکم متعدی ہوا ضرب اور شتم کی طرف پس اس حیثیت سے کہ وہ معنی ہے عبارت نہیں، ہم نے اس کا نام عبارت و اشارۃ النص نہیں رکھا۔ اس حیثیت سے کہ وہ نص سے لغتاً ثابت ہے استنباط سے نہیں تو اس کا نام دلالت رکھا گیا اور یہ کہ وہ عمل کرتا ہے نص کے عمل کی طرح۔"

ڈاکٹر ادیب صالح "تفسیر النصوص" میں رقمطراز ہیں:

"وکل عارف باللغة العربیة، یدرک أن المعنی الذی کان من أجلله تحریم هذا الادنی من الکلام،وهو قول :(أف) انما هو الایذاء والایلام للوالدین، وأن المقصود من تحریم التافیف والنهر، کف الاذی عنهما ومراعاة حرمتها.

وهذا المعنی موجود فی الضرب والشتم وما أشبه ذلک،فیتناولها النص وتعتبر حراماء فتعطی حکم التافیف والنهر الذی ثبت بعبارة النص، ویکون ثبوت التحریم فیها (بدلالة النص).

بل ان الشتم والضرب وما جری مجراهما.من أی نوع من أنواع الاذی.تعتبر حراما بالاولی لان الایذاء .الذی أدرکنا لغة أنه موجب الحکم.موجود بشکل أوفی وأوضح فی هذه الأمور ، والنهی عن الاقل یحمل حتمیة النهی عن الاکثر ." (۱۱)

"عربی زبان کو جاننے والا ہر شخص یہ ادراک رکھتا ہے کہ وہ معنی جس کی بابت تحریم کا لزوم ہوا وہ کلام میں سب سے ادنیٰ نوعیت کا قول (اف) ہے اس لیے کہ یہ والدین کے لیے ایذاء اور تکلیف کا باعث بنتا ہے اور تأفیف ونہر (جھڑکنا) کی تحریم سے مقصود والدین سے تکلیف کو دور کرنا اور ان کی حرمت کی رعایت کرنا ہے اور یہ معنی ضرب، شتم اور ان کے مشابہ امور میں موجود ہیں پس نص ان امور کو بھی شامل ہو جائے گی اور انہیں بھی حرام اعتبار کیا جائے گا اور انہیں تأفیف اور نھر کے حکم کے تابع مانا جائے گا جو کہ عبارۃ النص سے ثابت

ہے۔البتہ (ان کے) مشابہ امور میں تحریم دلالت النص سے ثابت ہوگی بلکہ شتم وضرب اوران کے قائم مقام امور خواہ وہ انواع اذی میں سے کسی نوع سے بھی تعلق رکھتے ہوں ان کو بالا ولی حرام جانا جائے گا اس لیے کہ حکم کولازم کرنے والی وہ ایذاء جس کا ہم نے لغتاً ادراک کیا ہے وہ (ایذا) واضح شکل کے ساتھ ان امور میں موجود ہے اور (قاعدہ ہے کہ) کم بات یا عمل کی ممانعت، زیادہ کی ممانعت کولازم کرتی ہے۔''

2۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾(۱۲)

''جولوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے۔''

اس آیت میں عبارۃ النص سے یتیموں کا مال کھانے کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور دلالۃ النص سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کا مال جلانا، ادھر ادھر بکھیرنا اور پھینکنا اور کسی طریقہ سے بھی تباہ و برباد کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سب امور ظلم سے مال کھانے کے مساوی ہیں، اور مشترکہ علت یتیم کے مال پر زیادتی کرنا ہے۔

امام ابوزہرہ "اصول الفقہ "میں تحریر فرماتے ہیں:

''النص منع تبديد مال اليتامى أو اتلافة أو التقصير فى المحافظة عليه من قوله (إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا) فان هذا النص يفيد بعبارة النهى عن أكل مال اليتيم لنفسه وهذا يفهم منه من غير استنباطه منع تبديد أموال اليتيم والتقصير فى المحافظة عليه. '' (۱۳)

''اور دلالت النص کی بدولت یتیموں کے مال کو بکھیرنے ،اسے تلف کرنے یا اس کی محافظت میں کوتاہی کرنے کی ممانعت ثابت ہے اس قول باری تعالیٰ کی بابت (ان الذین یاکلون ۔۔نارا) پس یہ نص اپنی عبارت کی بدولت یتیم کے مال کو کھانے سے اور ذات ولی کے لیے یتیم کے مال سے لینے کی ممانعت کا فائدہ دیتی ہے اور اس نص سے بلا استنباط جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ یتیم کے مال کو بکھیرنے اور اس پر محافظت میں کوتاہی کرنے کی ممانعت ہے۔''

حواشی وحوالہ جات

۱۔ بزدوی، علی بن محمد، کنز الوصول الی معرفۃ الاصول، کراچی، امیر محمد کتب خانہ، س۔ن، ص ۱۱

۲۔ بخاری، عبدالعزیز بن احمد، کشف الاسرار، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱/۱۱۵۔

۳۔ سرخسی، محمد بن احمد، اصول، دار المعارف النعمانیہ، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ۱/۲۵۴

۴۔ اصول سرخسی، ۱/۲۵۴

۵۔ کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، ۱/۳۸۳

۶۔ کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، ۱/۳۸۳، ۳۸۴

۷۔ ملاجیون، شیخ احمد، شرح نور الانوار علی المنار مع کشف الاسرار علی المنار، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول ۱۹۸۶ م، ۱/۳۸۳

۸۔ اصول بزدوی، ۱۲۰

۹۔ الاسراء ۱۷: ۲۳

۱۰۔ اصول بزدوی، ۱۱

۱۱۔ صالح، محمد ادیب، تفسیر النصوص فی الفقہ الاسلامی، المکتب الاسلامی بیروت، طبع سوم ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴م، ۱/۵۱۸

۱۲۔ النساء ۴: ۱۰

۱۳۔ ابوزهره، محمد، اصول الفقہ، عابدین، دار الفکر العربی، س۔ن، ۱۴۲